جمعہ کے اجتماع میں دو سبق

(فرمودہ ۱۱؍فروری ۱۹۳۸ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

''مَیں نے عید کے خطبہ میں بیان کیا تھا کہ عید اگر جمعہ کے دن ہو تو اگرچہ نماز ظہر ادا کرنی بھی جائز ہے مگر میں جمعہ ہی پڑھوں گا۔ جمعہ کا اجتماع بھی دراصل ایک عید ہی ہے اور اس میں دو سبق دیئے گئے ہیں۔ ایک تو قومی اتحاد کی طرف اس میں توجہ دلائی گئی ہے اور دوسرے تبلیغ کی طرف۔ خطبہ کیلئے جمعہ کی نماز میں ظہر کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے دو رکعت کی کمی کر دی ہے اور اس طرح تبلیغ کی اہمیت بتا دی ہے اور جمعہ کے اجتماع میں قومی اتحاد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ دراصل حق کے مخالفین ہمیشہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ صداقت کے ماننے والوں میں انتشار اور تفرقہ پیدا کر دیں اور اس طرح انہیں بددل کر کے جماعت کی طاقت کو توڑ دیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے روز اجتماع کا حکم دے کر اتحاد کی اہمیت واضح کی ہے۔ جماعت احمدیہ کے مخالفین بھی ہمیشہ یہ کوشش کرتے آئے ہیں کہ جماعت میں تفرقہ پیدا کر کے اسے کمزور کریں اور اس کیلئے وہ کئی قسم کی افواہیں پھیلاتے رہتے ہیں۔ جب مستریوں نے فتنہ اُٹھایا تو وہ یہی کہتے تھے کہ جماعت کے تمام بڑے بڑے لوگ ہمارے ساتھ ہیں اور بہت جلد ظاہر ہونے والے ہیں۔ مگر اِس پر قریباً دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور کوئی بھی ظاہر نہیں ہؤا۔

ان سے بھی پہلے بہائیوں کا فتنہ تھا۔ ان کی طرف سے بھی یہی آواز بلند کی جاتی تھی کہ تمام

بڑے بڑے لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔حتیٰ کہ ایک دوست حکیم ابوطاہر صاحب نے جو تھوڑا ہی عرصہ ہؤا فوت ہوگئے ہیں اور جماعت احمدیہ کلکتہ کے امیر تھے اور اُس زمانہ میں یہاں آئے ہوئے تھے، سخت گھبراہٹ میں مجھے ایک خط لکھا کہ خدا کے واسطے ان لوگوں کے اخراج از جماعت کا اعلان نہ کریں۔ میں نے بہت ہی معتبر ذریعہ سے سُنا ہے (یہ معتبر ذرائع وہ خود بہائی خیالات کے دو تین آدمی ہی تھے جنہوں نے ان سے مل کر کہا اور انہوں نے بوجہ ناواقفی کے انہیں معتبر سمجھا) کہ جماعت کے کئی بڑے بڑے لوگ ان کے ساتھ ہی جماعت سے اخراج کا اعلان کرنے کو تیار ہیں بلکہ مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہؤا ہے کہ حافظ روشن علی صاحب بھی اُسی وقت کہیں گے کہ میں بھی بہائی ہوں اور ان ہی کے ساتھ جاتا ہوں۔ میں نے ان کو جواب میں لکھا کہ حق کے معاملہ میں کسی سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر ساری جماعت کے لوگ بھی کہہ دیں کہ ہم جاتے ہیں تو میں کہوں گا کہ بے شک جاؤ۔ میرا اور آپ کا تعلق محبت کا ہی تعلق تھا اور اگر وہ قائم نہیں رہا تو جاؤ مگر ان کی یہ سب باتیں بالکل غلط ثابت ہوئیں۔مَیں نے حافظ صاحب مرحوم سے اِس بات کا ذکر بھی نہیں کیا تھا۔مگر انہوں نے بڑے زور سے ان لوگوں کو خارج کرنے کی حمایت کی اور بعد میں بھی بڑی مضبوطی کے ساتھ اس فتنہ کا مقابلہ کرتے رہے۔اس فتنہ سے پہلے پیغامی فتنہ شروع ہؤا تھا۔اس میں بھی بعینہٖ یہی قصہ گزرا تھا۔ یہ لوگ بھی جب الگ ہوئے تو یہی کہتے تھے کہ سب جماعت ہمارے ساتھ ہے اور بیعت کرنے والے تو چند ایک تنخواہ دار ملازم ہی ہیں یا قادیان کے دست نگر لوگ اور ایسی باتوں سے ان کی غرض یہی تھی کہ جماعت میں تفرقہ ڈال دیں اور جب یہ لوگ اس قسم کا پروپیگنڈا کررہے تھے ان کی اصلی حالت یہ تھی کہ ماسٹر عبدالحق صاحب مرحوم نے جو پہلے ان کے ساتھ تھے مگر بعد میں بیعت کرلی تھی، سنایا کہ میں اور مولوی صدرالدین صاحب اور ایک تیسرا شخص لالٹین لے کر تمام رات پھرتے رہے کہ اگر چالیس آدمی ہمیں میسر آجائیں تو ایک اور خلیفہ بنادیں تا جماعت میں تفرقہ تو پیدا ہوجائے۔مگر ہم دس بارہ سے زیادہ آدمیوں کو اِس کیلئے آمادہ نہ کرسکے بلکہ ہمارے اپنے آدمیوں نے بھی یہی کہا کہ یہ کیا پاکھنڈ بنایا جارہا ہے۔

اب مصری صاحب کا فتنہ ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ جماعت کے بہت سے لوگ تو دہریہ

ہو گئے ہیں اور جو دہریت سے بچ گئے ہیں ان میں سے کئی بڑے بڑے لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ گویا جماعت تین حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ کچھ حصہ تو دہریہ ہو گیا ہے باقیوں میں سے مخلص اور سمجھدار طبقہ مصری صاحب کے ساتھ ہے اور بچے کھچے کچھ بیوقوف یا کچھ اہل غرض عقلمند یا ناواقف لوگ میرے ساتھ ہیں اور ایسی باتوں سے ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ تا ہر شخص یہی سمجھے کہ جماعت اندر سے کھوکھلی ہو چکی ہے۔ اسی طرح احرار کا فتنہ اُٹھا تو روز اس قسم کی اطلاعات آتی تھیں کہ ہوشیار رہیے کہ آج اطلاع ملی ہے کہ احرار نے میاں بشیر احمد صاحب کو قابو کر لیا ہے، آج خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے مولوی عنایت اللہ کو خط لکھا ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں، آج چوہدری فتح محمد صاحب نے احرار کو پیغام بھیجا ہے کہ میں بھی خلیفہ سے بیزار اور تمہارے ساتھ ہوں۔ اسی طرح اب مصری صاحب کہہ رہے ہیں کہ فلاں شخص بھی ہمارے ساتھ ہے اور فلاں بھی اور اس سے ان کی غرض صرف یہ ہے کہ جماعت کے اندر فتنہ پیدا کیا جائے اور تفرقہ ڈالا جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان اور اس کے دوست مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ڈراتے ہیں کہ تمہاری طاقت ٹُوٹ رہی ہے اور تم کمزور ہو رہے ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ سبق دیا ہے کہ اگر تم دشمن پر فتح پانا چاہتے ہو تو اکٹھے ہو جاؤ اور ڈرو نہیں۔[1] دشمن اگر زبردست ہے تو کیا، ہم نے تو اس کا مقابلہ نہیں کرنا، مقابلہ کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ جماعت احمدیہ کا سہارا بندے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے اور اگر اس کے گرنے کا خطرہ ہے تو خدا تعالیٰ کو ڈرنا چاہئے جس کی یہ جماعت ہے ہماری تو ہے نہیں کہ ہم ڈریں۔ بندے کا کیا ہے وہ تو کپڑے جھاڑ کر پھر کھڑا ہو جائے گا۔ انسان کا فرض صرف یہ ہے کہ وہ دیانتداری کے ساتھ کوشش کرے۔ اس کے بعد اگر دشمن زبردست ہے اور اس وجہ سے جماعت کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقابل پر بندوں کو کوئی کامیابی ہو سکے۔ انسان کی مثال اللہ تعالیٰ کے مقابل پر ایسی بھی نہیں جیسی بیل کے مقابلہ پر مچھر کی۔

کہتے ہیں کسی بیل کے سر پر مچھر آ کر بیٹھ گیا بیل کو تو اس کا پتہ تک نہ لگا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد مچھر کہنے لگا کہ بھائی! بیل تم بھی جانور ہو اور میں بھی جانور ہوں اس لئے تم سے ہمدردی رکھتا

ہوں۔ اگر تم تھک گئے ہو تو مجھے بِلا تکلف بتا دینا تا میں اُڑ جاؤں۔ بیل نے جواب دیا کہ بھائی! مجھے تو یہ بھی پتہ نہیں کہ تم بیٹھے کب تھے۔ اس سے بھی بدتر حال اُس بندے کا ہے جو خدا تعالیٰ کے مقابلے پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ مچھر کی طرح بھنبھناتا اور اس کے بندوں کو ڈنگ مارتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے میدان مار لیا۔ اور شروع میں بعض کمزور لوگ کچھ گھبراتے بھی ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ خبر نہیں اب کیا ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا کچھ بھی نہیں۔ چند دن کا ایک شغل ہوتا ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ خود ہی اُس زہر کا تریاق پیدا کر دیتا ہے اور لوگوں کی طبائع میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب شیخ مصری صاحب الگ ہوئے تو بعض بڑے بڑے سمجھدار لوگ کہتے تھے کہ اب کیا ہوگا اور معلوم نہیں کتنے لوگ ان کے ساتھ جا ملیں گے۔ لیکن اب سوائے چند اشخاص کے جو پہلے سے ہی دل میں ان سے ہمدردی رکھتے چلے آئے ہیں، کوئی نئی جماعت ان کے ہاتھ پر نہیں بنی اور اب تو بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس فتنہ کی طرف اس قدر توجہ کی ضرورت نہ تھی۔ یہ تو کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا۔ پس صداقت کے مقابلہ میں جھوٹ ٹھہرا نہیں کرتا اور غلبہ ہمیشہ حق کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ ہم غیر احمدیوں، ہندوؤں اور سکھوں میں سے کتنے آدمی جیت کر لائے ہیں۔ اگر پانچ سات ہم میں سے الگ ہو گئے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جو دوستوں کیلئے کسی افسردگی کا موجب ہو۔ فتح بہرحال احمدیت کی ہوگی۔

مَیں نے بچپن میں ایک خواب دیکھا تھا کہ مدرسہ احمدیہ والی گلی میں احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کبڈی کا میچ ہو رہا ہے۔ غیر احمدیوں کے سردار مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں۔ میری عمر اُس وقت گیارہ بارہ سال کی تھی اور میں نے مولوی محمد حسین صاحب کو دیکھا ہوا نہیں تھا اور جب بعد میں دیکھا تو ان کی جسمانی وضع بالکل ویسی ہی پائی جیسی خواب میں دیکھی تھی۔ سفید انگرکھا[2] پہنا ہوا تھا اور پگڑی تھی۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک طرف پانچ سات احمدی ہیں اور دوسری طرف سینکڑوں غیر احمدی ہیں۔ مگر ان کی طرف سے جو کبڈی کہتا ہوا ادھر آتا ہے احمدی اسے پکڑ کر بٹھا لیتے ہیں۔ کبڈی وہ ہے جسے پنجابی میں چھل کہتے ہیں۔ پس جو غیر احمدی احمدیوں کی طرف آتا ہے احمدی اسے پکڑ لیتے ہیں اور جب اس کا دم ٹُوٹ جاتا ہے اسے ایک طرف بٹھا دیتے ہیں۔ گویا انہوں نے اس شخص کو جیت لیا ہے۔ کبڈی کی کھیل کی اصطلاح میں

اسے مرجانا کہتے ہیں۔ آہستہ آہستہ میں نے دیکھا مقابل کے سب آدمی ہی احمدیوں نے جیت لئے ،صرف مولوی محمد حسین صاحب رہ گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سب لوگ ادھر چلے گئے ہیں تو انہوں نے دیوار کی طرف منہ کرکے آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا اور حدِ فاصل لکیر کے پاس آکر آہستہ سے قدم اس طرف رکھ دیا اور کہا کہ اچھا جب سارے آگئے ہیں تو میں بھی آجاتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی محمد حسین صاحب کے رجوع کرنے کے متعلق جو لکھا ہے اس کے مطابق مولوی صاحب نے آخری عمر میں اپنے رویہ میں تبدیلی کرلی تھی۔ اپنے لڑکے بھی یہاں تعلیم کیلئے بھیج دیئے تھے۔ مجھے بھی بٹالہ میں ایک دفعہ ملنے آئے تھے اگرچہ ندامت کی وجہ سے اس کمرے میں سے صرف گزر گئے اور مجھ سے کلام نہیں کیا۔لیکن آئے اسی غرض سے تھے کہ مجھے ملیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ تحریر فرمایا ہے اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آخر میں مولوی صاحب جیسے کفرباز مولوی بھی توبہ کرلیں گے۔ کیونکہ اَئمہ سے مراد بعض دفعہ ان کے اتباع بھی ہوتے ہیں اور بعض دفعہ ان کے مثیل لوگ بھی ہوتے ہیں۔ پس میری خواب کی تعبیر یہ ہوسکتی ہے کہ جس وقت غیر احمدی بکثرت جماعت میں داخل ہو جائیں گے اس وقت یہ مولوی لوگ بھی مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے آئیں گے کہ ہم علماء تو پہلے ہی صداقت کو جانتے تھے۔ ہم تو اس لئے مخالفت کررہے تھے کہ تا لوگوں میں کچھ بیداری پیدا ہو۔

تو میں نے بتایا ہے کہ جمعہ کی غرض اتحاد کا قیام ہے۔بعض نادان یہ خیال کرتے ہیں کہ سیاسی اتحاد صرف ان اقوام کیلئے ضروری ہوتا ہے جن کے ہاتھ میں حکومت ہو حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ بلکہ روحانی جماعتوں میں تو یہ زیادہ ضروری ہوتا ہے۔ دوسری چیز جس میں جمعہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ تبلیغ ہے۔ اگر ہماری جماعت تبلیغ میں لگی رہے تو چند سالوں میں جماعت میں نمایاں ترقی ہوسکتی ہے۔ پھر اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ افرادِ جماعت کیلئے علمی ترقی کا موقع پیدا ہوتا رہتا ہے میں نے دیکھا ہے کہ قادیان کے لوگ چونکہ اکٹھے رہتے ہیں اور مخالفانہ اعتراضات سننے کا موقع ان کو نہیں ملتا اس لئے ان میں سے ایک طبقہ ایسا ہے کہ علمی لحاظ سے وہ بالکل کورے ہیں اور ان میں سے اچھے اچھے پڑھے لکھے لوگوں کو وہ عام مسائل بھی معلوم نہیں

جو باہر کے زمیندار جانتے ہیں۔ یہاں کے لوگ اپنی ملازمتوں یا تجارتوں میں ہی لگے رہتے ہیں اور چونکہ جمعہ کے روز خطبہ ہوجاتا ہے اور علماء موجود ہیں جو تبلیغ کیلئے باہر جاتے اور یہاں بھی لیکچر دیتے رہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری طرف سے جب لڑنے والے موجود ہیں تو ہم کو کیا ضرورت ہے کہ مسائل سیکھیں۔ حالانکہ دین کی لڑائی میں کوئی کسی کی جگہ نہیں لڑسکتا۔ دنیا کی لڑائی میں تو تنخواہ دار ملازم آقا کی جگہ لڑ سکتے ہیں مگر دین کے معاملہ میں نہیں۔ دین میں ہر ایک کیلئے ضروری ہے کہ تبلیغ کرے ورنہ وہ علم سے بھی کورا رہے گا اور **وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى**[۳] جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ اگلے جہاں میں بھی اندھا رہے گا۔ اگر کوئی شخص نورِ اسلام اور علمِ دین سے واقف نہیں تو وہ قیامت کے روز اندھا ہوگا۔

یاد رکھو کہ علم سے ہی نور پیدا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو نور فرمایا ہے۔[۴] جس میں **بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى**[۵] اور فرقان[۶] ہے اور جسے نورِ ہدایت معلوم نہیں، اسلام کے غلبہ کے دلائل کا علم نہیں اسے خدا تعالیٰ سے محبت کیسے پیدا ہوسکتی ہے اور جس کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت نہ ہو وہ اسے مل کیسے سکتا ہے۔ اور یہ قدرتی بات ہے کہ جو شخص تبلیغ کیلئے باہر نکلے گا اسے علمی مسائل کے متعلق کرید پیدا ہوگی اور علمِ دین کی طرف وہ زیادہ توجہ کرے گا۔ جو شخص جس پیشہ سے تعلق رکھتا ہے اس کے ساتھ تعلق رکھنے والی چیزوں کی طرف وہ زیادہ توجہ کرتا ہے۔ کوئی ترکھان اگر کسی جگہ سے گزر رہا ہو اور کوئی گیلی پڑی ہوئی ہو تو اس کی نظر فوراً اس کی طرف جائے گی۔ کسی لوہار کو راستہ میں گھوڑے کا کوئی سم ہی گرا ہوا ملے تو وہ اسے اٹھا کر رکھ لے گا۔ لیکن دوسرے لوگ گزریں تو ان کا خیال بھی اس طرف نہیں جائے گا۔ شہری لوگ کھیتوں میں سے گزر جائیں تو کچھ خیال نہ کریں گے لیکن ایک زمیندار گزرے تو وہ یہ سوچتا جائے گا کہ اس میں سے اتنے من گندم نکلے گی اور اس میں سے اتنے من کیونکہ یہ اس کا کام ہے اور اس کی طرف اس کی توجہ ہے۔ اسی طرح جب انسان تبلیغ کرنے لگے تو قدرتی طور پر اس کی توجہ تعلیم دین کی طرف ہوگی۔ کوئی اعتراض کرے یا نہ کرے وہ خود بخود سوچے گا اور اس طرح اس کا اپنا نورِ معرفت بڑھتا رہے گا اور پھر اس طرح خدا تعالیٰ سے اس کی محبت ترقی کرے گی۔ پس جمعہ میں دوسرا سبق یہ سکھایا گیا ہے کہ تبلیغ کرو۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان کا اپنا علم بڑھتا ہے۔

بیسیوں مسائل ایسے ہیں کہ جو ہم مدرسہ میں پڑھتے تھے مگر باوجود یاد ہونے کے ان کو اچھی طرح نہیں سمجھتے تھے۔ مگر جب بعد میں پڑھانے کا موقع ملا اور بچوں نے یا دوسرے لوگوں نے ان کے متعلق سوالات کرنے شروع کئے تو ان کی سمجھ آئی۔ تو علم صرف پڑھنے سے نہیں بلکہ دوسروں کو پڑھانے اور سمجھانے سے آتا ہے۔

باہر کی جماعتوں کیلئے بھی یہ بات ضروری ہے مگر قادیان کے دوستوں کو بالخصوص اس طرف توجہ کرنی چاہیئے کیونکہ یہاں کے لوگوں میں علمی کمی بہت زیادہ ہے۔ جس طرح باہر کا کوئی احمدی زمیندار کُودکُود کر مولوی کے پاس جاتا اور کہتا ہے کہ آپ کہتے کیا ہیں؟ میرے ساتھ بات کریں۔ یہاں کے لوگ ایسا نہیں کر سکتے۔ یہاں کے کئی لوگ خلافت وغیرہ کے متعلق بعض مسائل دریافت کرتے رہتے ہیں لیکن باہر سے کبھی کسی نے ایسی باتیں نہیں پوچھیں کیونکہ یہاں نہ ان کو اعتراضات سننے کا موقع ملتا ہے اور نہ ان کے جواب معلوم کرنے کی طرف توجہ ہوتی ہے اس لئے ان کا علم نہیں بڑھتا۔ خدا کی قدرت ہے ہم قادیان والوں کے حصہ میں غیر احمدی مولوی بھی وہی آئے ہیں جو لٹھ مار ہیں اور دلائل وغیرہ کوئی نہیں دیتے۔ صرف یہی کہتے ہیں کہ احمدیوں کو مارو اور کُوٹو اور ہماری جماعت سے علمی بحث نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے علمی ترقی جماعت کی نہیں ہوتی۔ پس میں قادیان کے دوستوں کو خصوصیت سے نصیحت کرتا ہوں کہ جمعہ سے سبق حاصل کریں اور تبلیغ کیلئے نکلیں اور ایسے لوگوں کو تبلیغ کریں کہ ان کا اپنا علم بھی بڑھے اور ان کے اندر سے عرفان اور پھر عرفان سے نور پیدا ہو۔ تبلیغ بجائے خود ایک تعلیمی مدرسہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان کو خود توجہ نہیں ہوتی مگر جب کوئی اعتراض کرتا ہے تو پھر اسے توجہ پیدا ہوتی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں جن کو عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ بلکہ ظاہری شریعت پر عمل کرنے میں وہ بعض کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بہت زیادہ متشدد تھے۔ ان سے پہلے بادشاہوں میں سے ایک ولید بن عبدالملک تھا۔ اس کی تعلیم بہت خراب تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز اس سے کہا کرتے تھے کہ آپ کچھ صَرف نحو پڑھ لیں کیونکہ آپ کی بات بعض اوقات غلط ہو جاتی ہے مگر وہ پرواہ نہیں کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس کے

دربار میں ایک اعرابی آیا اور شکایت کی کہ مجھ پر بہت ظلم ہؤا ہے۔ میرا ایک داماد میرا حق مارتا ہے میرا انصاف کریں۔ عربی زبان میں لفظ ختن داماد اور خسر اور سالے وغیرہ کیلئے بولا جاتا ہے۔ یعنی وہ رشتے جو بیوی یا لڑکی کی طرف سے ہوں۔ ولید نے اُس سے پوچھا کہ مَنْ خَتَنَکَ؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے نام معلوم نہیں۔ قبیلہ کے کسی آدمی نے ایسا کیا ہے جسے میں جانتا نہیں۔ ولید نے کہا کہ یہ عجیب آدمی ہے۔ کہتا ہے کہ میرا انصاف کریں اور جب میں پوچھتا ہوں کہ تمہارا داماد کون ہے؟ تو کہتا ہے کہ نام معلوم نہیں۔ ولید نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی طرف دیکھا۔ انہوں نے اس اعرابی سے کہا کہ امیرالمؤمنین کہتے ہیں کہ مَنْ خَتَنُکَ؟ تو اُس نے فوراً جواب دیا کہ وہ باہر دروازہ پر کھڑا ہے۔ اِس پر ولید نے کہا کہ یہ کیا بات ہے؟ میں نے بھی اِس سے یہی سوال کیا تھا مگر اِس نے کہا پتہ نہیں اور آپ نے بھی یہی کہا ہے مگر اِس نے کہا وہ باہر کھڑا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ یہ وہی بات ہے جو میں آپ سے روز کہتا ہوں۔ آپ نے کہا تھا مَنْ خَتَنَکَ اور زبر کے ساتھ یہ فعل بن جاتا ہے جس کے معنی یہ ہو جاتے ہیں کہ تمہارا ختنہ کس نے کیا تھا؟ اور اِس کا جواب اِس نے یہ دیا کہ قبیلہ کا کوئی آدمی ہوگا جس نے میرا ختنہ کیا تھا مجھے اُس کا نام معلوم نہیں اور میں نے خَتَنُکَ پیش سے کہا ہے جو اِسم ہے اور اِس کے معنے ہیں کہ تیرا داماد کون ہے؟ تو اِس نے صحیح جواب دیا۔ اِسی واقعہ کی وجہ سے ولید کو توجہ ہوگئی اور اُس نے کہا میں جب تک علم نہ سیکھ لوں نماز کیلئے دوسرا امام مقرر کروں گا خود نہیں پڑھاؤں گا۔ تو دوسرے کی طرف سے جب اعتراض پیدا ہو تو انسان کو اپنی غلطیوں کی اصلاح کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ حضرت عمر پہلے سے کہتے رہتے تھے مگر توجہ نہ ہوتی تھی۔ جب غیر سے بات ہوئی اور اپنی کمزوری معلوم ہوئی اور شرمندگی اُٹھانی پڑی تو اس کو توجہ ہوئی۔

بیسیوں علوم ایسے ہوتے ہیں جن کا بحث مباحثہ کے بعد پتہ لگتا ہے اِس لئے دوستوں کو چاہئے کہ وہ تبلیغ کیلئے باہر نکلیں تا اِن کا اپنا علم بھی ترقی کرے اور جماعت بھی بڑھے۔ اللہ تعالیٰ ہماری سُستیوں کو دور کر کے ہم میں فرض شناسی کا مادہ پیدا کرے۔''

(الفضل ۱۹؍فروری ۱۹۳۸ء)

۱؎ اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَہٗ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ (اٰل عمران:۱۷۶)

۲؎ **انگرکھا:** مردوں کے پہننے کا ایک لباس۔قبا

۳؎ بنی اسرائیل:۷۳

۴؎ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (النساء:۱۷۵)

۵؎ ، ۶؎ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ (البقرۃ:۱۸۶)